سہ ماہی ”تحقیق و تجزیہ“ (جلد 3، شمارہ:2)، اپریل تا جون 2025ء

The Diversity of Female Characters in Zahida Hina's Stories

زاہدہ حنا کے افسانوں کے نسوانی کرداروں کا تنوع

Rubina Shaheen *[1]
Research Scholar, Department Of Urdu, GC Women University, Sialkot
Dr.Waqar Ahmad*[2]
Assistant Professor,(Visiting) Department of Urdu ,University Of Mianwali

☆[1]روبینہ شاہین

، ریسرچ سکالر، شعبہ اردو جی سی وویمن یونیورسٹی، سیالکوٹ

☆[2]ڈاکٹر وقار احمد

اسسٹنٹ پروفیسر (وزٹنگ)، شعبہ اردو ، یونیورسٹی آف میانوالی

Correspondance:rubinazaidi61@gmail.com

eISSN:**3005-3757**
pISSN: **3005-3765**

Received: 10-05-2025
Accepted:21-06-2025
Online:30-06-2025

Copyright:© 2023 by the authors. This is an access-openarticle distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

Abstract: Zahida Hina is a well-known name in the field of fiction, novel writing, drama, poetry and journalism. She has presented the problems and sufferings faced by women in her stories with great compassion. She is fully aware of the exploitation of women in the name of society and religion and raises her voice against it with complete honesty and boldness. However, she prefers to be a champion of human rights instead of being a part of the Feminism movement. She considers women's rights as human rights and emphasizes the need to struggle for their achievements. The prominent feature of the female characters in Zahida Hina's stories is their colorfulness and diversity. Her feminine characters include women who grew up in the shadow of Eastern civilization, ordinary housewives, women with a revolutionary mind who have constructive strength, oppressed women bound by restrictions, women with mental and psychological confusion, widows who are victims of war and conflict, women with progressive and liberal thinking, intelligent, educated and enlightened, women who raise their voices against partisan forces and anti-human protests.

KEYWORDS: champion of human rights, sufferings, exploitation, prominent features, revolutionary, constructive strength, westernization, psychological confusion, educated, progressive, liberal,

ہندوستان کے صوبے "بہار" کے شہر سہرام میں ۱۵ اکتوبر ۱۹۴۶ء کو آنکھ کھولنے والی زاہدہ حنا افسانہ نگاری، ناول نگاری، ڈرامہ نگاری، شاعری اور میدانِ صحافت کا ایک جانا پہچانا نام ہیں۔ وہ موضوعاتی تنوع، نسائی کردار نگاری، خوبصورت منظر نگاری، جزئیات نگاری، حقیقت نگاری، سماجی و سیاسی منظر نامے کا بیان، مقصدیت، زبان دانی کی مہارت اور دل موہ لینے والے طرزِ تحریر کے سبب اردو ادب میں بلند مقام کی حامل ہیں۔ ان کے اردو افسانوی مجموعے "قیدی سانس لیتا ہے" (1983)، راہ میں اجل ہے" (1996)، "تتلیاں ڈھونڈنے والی" (2010)"رقص بسمل" (2011)، دو ناول "درد کا شجر"، دردِ آشوب"، ایک ناولٹ "نہ جنوں رہا نہ پری" (1993، جو ہندی، سندھی اور انگریزی میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے)، ایک مضامین کا مجموعہ "عورت زندگی کا زنداں" (2004)، اور تراجم "شہرزاد مغرب میں" (ترجمہ 2001)، "ہلاکت گریز علمی سیاست" (ترجمہ 2002) اردو ادب میں گراں قدر اضافہ ہیں۔

زاہدہ حنا نے اپنے افسانوں میں عورتوں کو درپیش مسائل و مصائب کو انتہائی درد مندی کے ساتھ پیش کیا ہے۔ وہ سماج اور مذہب کے نام پر عورتوں کے ساتھ ہونے والے استحصال کا پورا شعور اور ادراک رکھتی ہیں اور پوری صداقت اور بے باکی کے ساتھ اس کے خلاف آواز بلند کرتی ہیں۔ تاہم وہ تانیثیت (Feminism) کی تحریک کا حصّہ بننے کے بجائے حقوقِ انسانی کی علمبردار بننے کو ترجیح دیتی ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ معاشرے میں عورت کے ساتھ جو ظلم و تشدد ہو رہا ہے وہ معاشرے کے فرسودہ اور بے رحم نظام کا حصّہ ہے۔ وہ حقوق نسواں کو انسانی حقوق قرار دیتی ہیں اور ان کے حصول کے لیے جدوجہد کرنے کی ضرورت پر زور دیتی ہیں۔ آسیہ نازلی اپنی کتاب "زاہدہ حنا: منفرد تخلیق کی تنقیدی کہانی" میں رقم طراز ہیں:

> "دنیا کی نام نہاد ترقی جو اپنے جلو میں بے پناہ تباہی اور بربادی لیے ہوئے ہے۔ اس بربادی پر زاہدہ کا قلم افسردہ نظر آتا ہے، لیکن یہ افسردگی کسی مخصوص خطے سے وابستہ نہیں، ان کی تحریر کی کوئی سرحد نہیں، کوئی سفارت خانہ نہیں، زبان یا تہذیب نہیں بلکہ پوری دنیا ان کے افسانوں میں سمٹ آئی ہے۔(1)"

مشرقی تہذیب کے سائے میں پروان چڑھنے والی مجبور و بے بس اور مظلوم عورت زاہدہ حنا کے افسانوں کا خاص موضوع ہے۔ مشرقی معاشرہ پدرشاہی معاشرہ ہے جس میں کلی اختیار مرد کو حاصل ہے اور عورت ہمیشہ سے مرد کی دست نگر رہی

ہے۔ مشرقی معاشرے کے تمام قوانین، اقوال، تحریریں اور کتابیں عورت کو محکوم و پابند رکھنے کے تصوّرات کا پرچار کرتی ہیں۔ معاشرے کے نام نہاد مذہبی ملاؤں نے بھی عورت کے ساتھ ظلم روا رکھا ہے۔ زاہدہ حنا کے مطابق مولانا اشرف علی تھانوی کی "بہشتی زیور" میں جس طرح عورت کی تعلیم و تربیت کا درس دیا گیا ہے وہ اس کی زندگی کو خاک بنانے کے لیے کافی ہے۔ اس طرح ناجانے اور کتنی کتابیں ہیں جو عورت کو کم تر درجے کی شے ثابت کر کے مرد کی مردانگی کی زنجیروں میں مقید کرتی ہیں۔ اس ماحول کی پروردہ ایک مسلمان عورت کے دل و دماغ میں اٹھنے والے سوالات کو زاہدہ حنا نے اپنے افسانے "زیتون کی ایک شاخ" کے نسوانی کردار کے ذریعے قوتِ گویائی عطا کی ہے:

> "وہ پہلی رات تھی جب انہیں یقین ہو گیا کہ عورتوں کی نجات کا کوئی نسخہ آسمان سے زمین پر نہیں اتارا گیا۔ تمام کتابیں، تمام تحریریں، تمام اقوال اس لیے ہیں کہ مردوں کو اس سے آمادہ کیا جائے کہ وہ دنیا میں ہی عورتوں کو کس طور جہنم کے ساتویں طبقے میں رکھ سکتے ہیں۔ اس رات ان کے اندر ایک انجانی ایک انہونی عورت چھپ کر بیٹھ گئی۔ نماز پڑھنے میں وہ عورت ان کے دل پر دستک دینے لگتی، سوال اٹھانے لگتی، کوئی خدا ہم عورتوں کا بھی ہے، ہمیں بھی کسی نے اپنی مخلوق جانا ہے۔ وہ عورت جب ان سوالوں کو دہراتی تو وہ دل ہی دل میں جلدی سے لاحول پڑھتیں اور ان کا سجدہ طویل سے طویل تر ہو جاتا۔ جائے نماز آنسوؤں سے بھیگ جاتی لیکن اس عورت کی آواز آنا بند نہ ہوتی۔ وہ تو جیسے ان کے اندر مستقل آباد ہو گئی تھی۔"(2)

زاہدہ صاحبہ کا پیش کردہ مذکورہ بالا نسوانی کردار ایک ایسی مسلمان عورت کا کردار ہے جس کے دل و دماغ کشمکش کا شکار ہیں۔ اس کی تربیت بلاشبہ اسلام کے ان نام نہاد اصولوں اور اقوال کے تحت ہوئی ہے جن کے مطابق عورت ایک عام انسان کے مقابلے میں انتہائی کم حیثیت ہے۔ وہ ان تمام بنیادی انسانی حقوق سے محروم کر دی گئی ہے جو قدرت نے اسے عنایت کیے تھے۔ اس کی زندگی کو جہنم بنا دیا گیا ہے۔ معاشرے کی اس ظالمانہ روش کے خلاف اس کے دل و دماغ میں کشمکش پیدا ہوتی ہے اور باغیانہ سوالات اس کے دماغ میں سر اٹھانے لگتے ہیں کہ کیا عورتوں کا کوئی خدا نہیں اور عورتیں اس خدا کی مخلوق نہیں، لیکن اگلے ہی لمحے وہ معاشرے کے ظلم کے خلاف اپنے اندر کی عورت کی بلند ہوتی آواز کو دبانے کی کوشش کرتی ہے اور خدا کے حضور طویل سجدوں اور آنسوؤں میں پناہ تلاش کرنے کی کوشش کرتی ہے مگر ظلم اور ناانصافی کے خلاف آواز بلند کرنے والی اپنے اندر کی عورت کو دبا نہیں سکتی۔ اس کردار میں ہمیں ایک ایسی عورت کی تصویر نظر آتی ہے جو اپنے فرائضِ منصبی کی بجا آوری کے ساتھ ساتھ اپنے حقوق کے حصول کے لیے سرگرداں ہے۔

مشرق میں مرد عورت کو اپنے پاؤں کی جوتی خیال کرتا تھا اور اسے اپنے مقابلے میں انتہائی کم تر درجے کی مخلوق سمجھتا تھا۔ عورت بچپن سے لے کر تا دمِ آخر گھر کی چار دیواری میں مقید رہتی۔ اسے اس قید سے رہائی مرنے کے بعد ہی نصیب ہوتی۔ تمام عمر وہ مجازی خدا اور دیگر افرادِ خانہ کی غلامی کرتے گزار دیتی۔ مذہب اور جنت کے حصول کے نام پر مذہب کے

ٹھیکے دار تاحیات اسے ایک باندی سے زیادہ اہمیت نہ دیتے۔ مذہبی ملاؤں کی بنائی فرسودہ روایات جو سراسر دین اسلام کے بھی خلاف تھیں عورت کو اس کے جائز حقوق سے محروم رکھتیں۔ عورت نے اپنے جائز حقوق کے حصول کے لیے بڑی طویل جدوجہد کی ہے۔ جدید افسانہ نگاروں کی تخلیقات نے اس ضمن میں مثالی کردار ادا کیا ہے۔ زاہدہ حنا کا افسانہ "جل ہے سارا جال" جرات اور بے باکی کا عمدہ نمونہ ہے۔ انہوں نے اس افسانے میں عورت کے ساتھ کی جانے والی معاشرتی نا انصافیوں کو شہنشاہ بیگم کے کردار کی وساطت آشکار کیا ہے۔ یہ ایک ایسا کردار ہے جو تمام عمر معاشرتی ناانصافی کا شکار ہوتا ہے۔ شہنشاہ بیگم جب ساری عمر سولی پر گزار کر طلاق لے کر گھر سے نکل جاتی ہے اور نان نفقے کا دعویٰ کرتی ہے تو تمام اسلامی قوتوں کو اسلام کی کشتی بھنور میں نظر آنے لگتی ہے اور وہ اسلام کو بچانے کے لیے میدان میں اتر آتے ہیں اور اسلام خطرے میں ہے، اسلام خطرے میں ہے کے نعرے لگاتے ہیں۔ یہ افسانہ ہندوستانی معاشرت کے تناظر میں تحریر کیا گیا ہے۔ زاہدہ حنا نے عورت کے ساتھ ہونے والی سماجی زیادتیوں کو اس مظلوم نسوانی کردار کے ذریعے کڑی تنقید کا نشانہ بنایا ہے:

> "وہ پہلی رات تھی جب انہیں یقین ہو گیا کہ عورتوں کی نجات کا کوئی نسخہ آسمان سے زمین پر نہیں اتارا گیا۔ تمام کتابیں، تمام تحریریں، تمام اقوال اس لیے ہیں کہ مردوں کو اس سے آمادہ کیا جائے کہ وہ دنیا میں ہی عورتوں کو کس طور جہنم کے ساتویں طبقے میں رکھ سکتے ہیں۔ اس رات ان کے اندر ایک انجانی ایک انہونی عورت چھپ کر بیٹھ گئی۔ نماز پڑھنے میں وہ عورت ان کے دل پر دستک دینے لگتی، سوال اٹھانے لگتی، کوئی خدا ہم عورتوں کا بھی ہے، ہمیں بھی کسی نے اپنی مخلوق جانا ہے۔ وہ عورت جب ان سوالوں کو دہراتی تو وہ دل ہی دل میں جلدی سے لاحول پڑھتیں اور ان کا سجدہ طویل سے طویل تر ہو جاتا۔ جائے نماز آنسوؤں سے بھیگ جاتی لیکن اس عورت کی آواز آنا بند نہ ہوتی۔ وہ تو جیسے ان کے اندر مستقل آباد ہو گئی تھی۔"(2)

زاہدہ حنا کے افسانوں کے نسوانی کردار ذہین، تعلیم یافتہ اور باشعور ہیں۔ یہ کردار فقط حال اور روح عصر کا ہی ادراک نہیں رکھتے بلکہ ماضی اور مستقبل کا بھی گہرا شعور اور بصیرت رکھتے ہیں۔ وہ اپنے اس وصف کی بنا پر معاشرتی پابندیوں اور نا انصافیوں کا بڑی جرائت سے مقابلہ کرتی ہیں۔ ان کرداروں کے روپ میں زاہدہ حنا عورت کی تعلیم کی جنگ لڑتی ہیں اور وہ اس بات کی زبردست حامی ہیں کہ معاشرتی ترقی کا دارومدار عورتوں کی تعلیم میں مضمر ہے۔ اپنی کتاب "عورت زندگی کا زنداں" میں انہوں نے اپنے اس موقف کی وضاحت کی ہے:

> یہ وہ لڑکیاں ہیں جو شکر کے دریا میں صبر کی ناؤ کھیتی ہیں۔ سب بھنور میں پلی ہوئی زنان خانوں کی اسیر ہیں۔ وہاں سے رہائی ملے گی تو قبرستان آباد کریں گی۔ میں ایک عام مسلمان عورت۔ ناقص العقل مرد کے پاؤں کی جوتی۔

> میں تو پیدا ہی اس لیے ہوئی تھی کہ ایک مرد سے بیاہی جاؤں، اس کے اشارہ ابرو پر زندگی گزاروں۔ زیست میرے لیے ہو کا مکان ہو اور موت رہائی کا سامان۔"(3)

زاہدہ حنا کے افسانے "زیتون کی ایک شاخ" میں ہماری ملاقات ایک تعلیم یافتہ، ذہین اور باشعور لڑکی سے ہوتی ہے جو دنیا میں جاری جنگ و جدل کے خلاف قلمی جہاد کر رہی ہے۔ دراصل زاہدہ حنا نے اس کردار کی صورت میں اپنی ہی ذات کو سمو دیا ہے۔ یہ لڑکی امریکہ میں وائس آف امریکہ کی اردو سروس میں پروگرام پروڈیوسر ہے۔ اسے امریکی سیاسی و جنگی پالیسیوں سے سخت اختلاف ہے۔ جو ایک طرف تو قوت اور اقتدار کی ہوس میں مختلف ممالک میں انسانوں کو گولہ بارود کا نشانہ بنا رہا ہے، ان کے خون سے ہولی کھیل رہا ہے تو دوسری طرف اپنے ہی نوجوانوں کو جنگ کا حصّہ بننے پر مجبور کر رہا ہے۔ اس افسانے کا دوسرا نسوانی کردار ایک امریکی فوجی کی بیوہ عورت کا ہے جو جوانی میں ہی ایک امریکی جنگ میں اپنا سہاگ کھو چکی ہے۔ وہ اپنی ساری جوانی اپنے اکلوتے بیٹے کی پرورش کی خاطر وقف کر دیتی ہے مگر جب بیٹا جوان ہوتا ہے تو امریکی حکومت اسے زبردستی ویت نام کی جنگ میں جھونک دیتی ہے اور وہ وہاں مارا جاتا ہے۔ اس افسانے میں دونوں نسوانی کردار امریکی جنگ و جدل کے خلاف نوحہ کناں ہیں:

"وہ، وہ ایک شکارا
وہ پیلا اور سنہری
وہ پیلے پرندے اڑتے ہیں
سنہرا پانی برستا ہے
دھان لہر کی تال
نئے پانی کے ساتھ بھڑک کر جھلس جاتے ہیں
---سن امریکہ، سن دھیان سے
ہائی پھونگ سے اٹھتی بچوں کی چیخیں
لمبی اور صاف سنائی دیتی ہیں یہ چیخیں(5)

فردوس انور قاضی زاہدہ حنا کے افسانوں کے نسوانی کرداروں کے بارے میں رقم طراز ہیں:

> "زاہدہ حنا کے افسانوں میں ایک جینئس عورت نظر آتی ہے جو نہ صرف ماضی اور حال کی صداقتوں کا شعور اور آگاہی رکھتی ہیں بلکہ شعور اور ادراک کے ذریعے چیزوں کو اصل حقائق کے پس منظر میں سمجھتی دیکھتی اور محسوس کرتی ہیں۔"(6)

افسانہ "پانیوں میں سراب" ایک ایسے نسوانی کردار کی نمائندگی کرتا ہے جو ذہنی و نفسیاتی الجھنوں کا شکار ہے۔ جس کا ذہنی سفر خوابوں سے شروع ہو کر کتابوں پر ختم ہوتا ہے جو روپے پیسے سے ہر چیز خرید سکتی ہے مگر خواب نہیں، وہ ایک مالدار بزنس مین کی بیوی ہے۔ دونوں میں ذہنی ہم آہنگی کی کمی ہے۔ بیوی کے لیے پیسے سے بڑھ کر وقت ہے جو شوہر کے پاس دینے کو نہیں۔ یہی وقت شوہر کے دوست کے پاس ہے اور ساتھ ہی دوست داری کا ہنر بھی۔ یہ دوستی جب خلوص اور ہمدردی سے ایک قدم آگے بڑھاتی ہے تو باطنی عذابوں اور ثوابوں، نادانیوں اور پشیمانیوں کے ساتھ عریاں ہو جاتی ہے۔ عورت کے لیے خواہش، عقل، روح اور عشق کے دام سے رہائی محال ہو جاتی ہے،۔ جی چاہتے ہوئے بھی واپسی کا سفر ممکن نہیں رہتا۔ وہ کسی ایک مرد کی عورت ہو کر رہنا چاہتی ہے، کنارے کی طرف جانا چاہتی ہے مگر پانی کے بیچ و بیچ کھڑی ہے:

> "اور اب میں دو مردوں کے درمیان زندگی گزارتی ہوں، اظفر جس کی زمین اپنی نہیں، جس کے گھر میں سیندھ لگ چکی ہے اور یوسف جو اپنی زمین کو دوسرے کے تسلط سے آزاد کراتے ہوئے ڈرتا ہے جس کی زمین کا خراج کسی دوسرے کے خزانے میں جمع ہوتا ہے، اور ان دونوں کے درمیاں میں ہوں۔ تلپھے ہے مرغِ قبلہ نما آشیانے میں۔"(7)

زاہدہ حنا کے افسانوں میں متوسط طبقے کی اعلیٰ تعلیم یافتہ ہندوستانی مسلمان لڑکی کا کردار ملتا ہے جو جدید مغربی تہذیب کے رنگ میں رنگ کر اپنی مشرقیت کھو چکی ہے۔ وہ زندگی کو اپنی نظر سے دیکھتی ہے، کتابوں کو اپنے نقطہ نظر سے پڑھتی ہے، زندگی گزارنے کے اپنے اصول وضع کرتی ہے اور تاحیات ان پر کاربند رہتی ہے۔ رقص، سرور، زندگی، رعنائیاں، شادابیاں اس کی اوّلین ترجیح ہیں۔ وہ ایک شادی شدہ ہندو مرد کے عشق میں گرفتار ہو کر حلال و حرام کی تمیز کھو بیٹھی ہے۔ اس کی لادینیت اور مذہب سے دوری غلط راہوں کے انتخاب کا سبب بنتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود ضمیر کی خلش بے قرار رکھتی ہے۔ افسانہ "زرد ہوائیں زرد آوازیں" کا ایک اقتباس دیکھیے:

> "ہم دونوں کا ملنا ایسا ہی تھا جیسے دو پاگل سمندروں کا ملنا لیکن اپنی تمام دیوانگی کے باوجود مجھے اس بات کا اچھی طرح احساس تھا کہ مجھ سے کسی دوسری عورت کو اتنا بڑا نقصان نہیں پہنچنا چاہیے کہ پھر اس کی تلافی ممکن نہ ہو۔ امیت کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی تھی، وہ مجھے ہر لمحہ اپنی تحویل میں رکھنا چاہتا تھا اور یہ اتنی خوبصورت بات تھی کہ اس خوبصورتی سے مستقل جنگ کرتے رہنا اور امیت کی خواہش کو رد کرنا میرے بس کی بات نہ تھی۔"(8)

زاہدہ حنا کمیونزم خیالات کی حامی تھیں۔ سرمایہ دارانہ اور جاگیر دارانہ نظام کے خلاف بغاوت ان کے خون میں رچی ہوئی تھی، اس کا اظہار ان کے افسانوں میں بھی ہوتا ہے۔ ان کی کہانیوں کے اکثر نسوانی کردار کمیونسٹ خیالات رکھتے ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ زاہدہ حنا نے اپنی شخصیت اور فکر کو اجاگر کرنے کے لیے ان کرداروں کا روپ دھار لیا ہے۔ ان کے

ایک افسانے "پانیوں پر بہتی پناہ" کی ہیروئن کندن حسین ایک کمیونسٹ بنگالی ادیبہ ہے۔ اس کی تخلیقات پر کمیونزم کی چھاپ ہے جس کے سبب مذہبی انتہا پسند اس کے خون کے پیاسے ہو جاتے ہیں۔ جمعہ کی نماز کے بعد مسجدوں میں اس کو قتل کرنے کے فتوے صادر کیے جاتے ہیں اور اس کے سر کی قیمت دو لاکھ "ٹکے" مقرر کی جاتی ہے۔ اس کے خلاف جلوس نکالے جاتے ہیں اور اس کی کتابیں نذرِ آتش کی جاتی ہیں۔ شہر کی گلی گلی میں اسے تلاش کیا جاتا ہے اور اس کے گھر کے ہر راستے پر موت کا پہرا لگا دیا جاتا ہے۔ اس سے پہلے کہ کوئی اس تک پہنچے ایک مہربان رحیم چاچا اسے اپنی کشتی میں لے آتے ہیں جہاں وہ نڈر اور بے خوف ہونے کے باوجود، خوف، دہشت اور تنہائی کے عالم میں کئی شب و روز گزار دیتی ہے:

> "خوف ہر لحظہ اس کے اندر کنڈلی مارے بیٹھا رہتا، اسے ڈستا رہتا لیکن اب
> جبکہ اس نے خود سے کی جانے والی نفرت کو کچلے ہوئے سانپ کی طرح
> پھنکارتے دیکھا تو اس نفرت نے اس کے بدن سے توانائی کو اور رگوں سے لہو
> نچوڑ لیا تھا۔ خوف کی چمگادڑیں اس کی شہ رگ سے چمٹی ہوئی تھیں، وہ تڑپ
> رہی تھی، کانپ رہی تھی، وہ جسے اپنے حوصلے، اپنی ہمت پر مان تھا، جس کا
> خیال تھا کہ وہ خوف کو شکست دے دے گی۔۔۔"(9)

آخر کار وہ بوڑھے ان پڑھ رحیم چاچا کے احساس دلانے پر اپنے قلم کی سیاہی سے دریا کے طوفانوں کے مقابلے کے لیے کمر بستہ ہو جاتی ہے:

> ہم مٹی میں ملائے گئے۔ ہم آگ میں جلائے گئے۔ ہم پانی میں بہائے
> گئے۔ سب ہی چلے گئے۔ سب ہی کو چلے جانا تھا۔ جب کائنات اور کہکشائیں
> اور کواکب تنہا ہیں اور مر رہے ہیں تو پھر کندن حسین تمہاری کیا حیثیت، کیا
> حقیقت ہے؟ تم تنہائی اور موت سے کیوں خوفزدہ ہو۔ مقدر سے بھلا کیا
> ڈرنا۔"(10)

"منزل ہے کہاں تیری" میں دو نسوانی کردار قاری کی توجہ کا مرکز بنتے ہیں ایک افسانے کی ہیروئن ڈاکٹر عالیہ جعفر کا کردار ہے جو کراچی میں رہائش پذیر، مالدار مسلم گھرانے کی بیٹی ہے اور دوسرا گھر کی ہندو ملازمہ اوشا کا کردار ہے۔ دونوں کرداروں میں ایک قدر مشترک ہے کہ دونوں کردار غیر مذہب کے فرد کی محبت میں گرفتار ہیں۔ عالیہ الہ آباد کے پنڈتوں کے بیٹے ڈاکٹر مدن موہن سے شادی کرنا چاہتی ہے۔ دونوں سنسنائی میں رہتے ہیں۔ مدن موہن ایک خوش حال گھرانے کا چشم و چراغ ہے اس لیے عالیہ کے خاندان والے دونوں کی شادی کے لیے رضامند ہیں بشرطیکہ مدن اسلام قبول کر لے۔ دوسری طرف اوشا جو عالیہ کے بھائی سلیم سے محبت کرتی ہے، غریب گھر کی بیٹی ہونے کے باعث سلیم کو حاصل نہیں کر پاتی اور اس کی شادی دوسری جگہ طے کر دی جاتی ہے مگر وہ گھر کے پچھواڑے میں موجود کنویں میں کود کر جان دے دیتی ہے:

> "پھر تو ہم فخر سے کہتے پھریں گے کہ ایک کافر کو مسلمان کیا ہے ہماری عالیہ نے۔۔۔ تمھاری دوست نے بتایا تھا کہ پی ایچ ڈی ہے، اعلیٰ خاندان ہے، لاکھوں کماتا ہے، خوش شکل ہے۔۔۔ تو کیا آپ لوگوں کے ذہن میں اوشا کو مسلمان کرنے کا خیال اس لیے نہیں آیا کہ وہ اونچی ذات کی نہیں تھی، غریب تھی؟"(11)

اس افسانے میں زاہدہ حنا نے دو مختلف مذاہب اور دو مختلف طبقات کی کشمکش اور تصادم کے نتیجے میں انفرادی اور اجتماعی سطح پر پیدا ہونے والے ملال اور انتشار کو بڑی کامیابی سے قارئین کے شعور و ادراک کی نذر کیا ہے۔

زاہدہ حنا نے اپنے افسانوں میں فرقہ واریت، جنگ و جدل اور انقلابِ زمانہ کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے والی نوجوان لڑکیوں کے کردار کی عکاسی کی ہے۔ "یہ ہر سو رقصِ بسمل بود" کا مرکزی نسوانی کردار ایک ایسا ہی کردار ہے۔ ناہید نجف کے والد اس کے بچپن میں وفات پا چکے ہیں اور اس کی والدہ نے مونٹیسری چلا کر ناہید اور اس کے بھائی کی پرورش کی ہے۔ ناہید نجف پی ایچ ڈی کی طالبہ ہے اور انقلابی ذہن رکھتی ہے۔ وہ دنیا میں ہونے والے جنگ و جدل، انقلابِ زمانہ کا شکار ہونے والے مقتولین و مصلوبین اور جنوبی ایشیا میں مذہبی اقلیتوں پر ہونے والے مظالم کے خلاف نوحہ کناں ہے۔ اس کی وساطت سے دو مزید نسوانی کرداروں سے قاری کی ملاقات ہوتی ہے۔ ایک کردار ایرانی بیوہ خاتون خانم خجستہ کا ہے جس کا ایک بیٹا ایرج سیاست میں ملوث ہو کر "ساواک" کے عقوبت خانے میں ہلاک ہو چکا ہے اور دوسرا بیٹا فریدوں بہائی ہونے کے جرم میں ہلاک کیا گیا ہے۔ وہ خود سنبوسے بنا کر پیسہ کماتی ہے اور بیٹی طاہرہ اور اس کے بچوں کو ایران میں رقم بجھواتی ہے کیونکہ اس کا شوہر قید میں ہے۔ ایران کی فرقہ واریت کئی خاندانوں کے چراغ گل کر چکی ہے۔ ایک اور نسوانی کردار ایران کے حربے میں آنکھ کھولنے والی ناہید ناری کا ہے جسے زندہ نذرِ آتش کیا گیا۔

زاہدہ حنا اپنے سوختہ بخت نسوانی کرداروں کی زبان سے آشوبِ زمانہ پر نوحہ کناں ہیں:

> دنیا بھر کی مائیں جنگ کے جہنم کا ایندھن پیدا کرتی ہوئی، مفتوح بیٹوں اور مقتول بیٹوں کا سوگ مناتی ہوئی"(12)

> میں خشک لکڑی کی طرح جلائی گئی اس لیے کہ میری نمازیں تمھاری نمازوں سے مختلف تھیں، اس لیے کہ تمھارا قبلہ میرا نہیں تھا، تو کیا زندہ اور سانس لیتے ہوئے انسان صرف اس لیے آگ کے سپرد کیے جائیں "(13)

> "۱۹۷۹ء کے بعد آنے والے مہ وسال کے کچھ اور معتوبین، کچھ اور مصلوبین، خسرو افغانی، حسین مطلق، روحی روشنی، شکر النسا معصومی۔۔۔ عورتوں اور مردوں کو، اکثریت سے مختلف عقائد اور نظریات رکھنے والوں کو پناہ کہیں نہیں تھی۔ نہ تہران، تبریز میں، نہ شیراز و شہ میرزاد اور نہ

> ہمدان و اصفہان میں۔ رحم بے کساں اے دادرس، سلامتی ان کے گھروں سے اٹھائی جاچکی تھی اور عذاب ان کے سروں پر اتارے جاچکے تھے(14)

زاہدہ حنا ایک باشعور اور نظریاتی افسانہ نگار ہیں جو ترقی پسند تحریک سے وابستہ تھیں۔ وہ افقِ ادب پر دو حیثیتوں کی حامل ہیں۔ بطور صحافی ان کی آواز بلند ہے اور غور سے سنی جاتی ہے۔ انہوں نے مختلف مسائل اور حالاتِ حاضرہ پر بے شمار کالم لکھے ہیں جن کا مطالعہ خاص وعام کی ایک کثیر تعداد بصد شوق کرتی ہے۔ بطور افسانہ نگار انہوں نے بلند حوصلے سے کہانیاں لکھی ہیں اور بڑی جرات اور بے باکی سے پاکستان، افغانستان، ایران اور تمام عالمِ اسلام میں عورتوں کو درپیش مسائل کا ذکر کیاہے۔ ان مسائل کو انہوں نے اپنے مخصوص افسانوی انداز میں پیش کر کے نہ صرف ان کے حل کی طرف توجہ دلائی ہے بلکہ احبابِ فکر و دانش کو ان پر غور کرنے کی دعوت بھی دی ہے۔ ہئیت، اسلوب، موضوع اور کردار نگاری کے لحاظ سے ان کی تخلیقات کا دائرہ انتہائی وسیع ہے۔ ان کی بیشتر تخلیقات میں حقیقی زندگی کی ایک رنگارنگ دنیا آباد ہے۔ ان کے فن پاروں میں آج کے دور کی اجتماعی زندگی کا پختہ شعور اور فرد کے مطالبات و مسائل کا شدید احساس کروٹیں لیتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ ان کی اوّلین ترجیح انسانیت ہے۔ وہ تعصّب اور فرقہ پرستی کے خلاف علمِ بغاوت بلند کرتی ہیں۔ انقلابِ زمانہ کے نام پر قوت واختیار کے حصول کی خاطر برسرِپیکار قوتوں کے مظالم کو بے نقاب کرتی ہیں۔ بقول ڈاکٹر سبینہ اویس صاحبہ:

> "افسانہ نگاری نے اپنے عہد کی سیاسی وسماجی صورتِ حال کو بصیرت سے پیش کیاہے۔ زاہدہ حنا کے افسانے ایک نڈر عورت کے مشاہدات، محسوسات اور تفکر کے آئنہ دار ہیں۔ ان افسانوں میں سماجی ناانصافیوں اور کج رویوں کی تصویر کشی کے ساتھ ساتھ ان کی دانش ورانہ اُپج بھی نمایاں ہے۔ انہوں نے آشوب عصر کی معنویت کو خوبی سے نمایاں کیاہے"(15)

الحاصل زاہدہ حنا کے افسانوں کے نسوانی کرداروں کی نمایاں خصوصیت ان کی رنگارنگی اور تنوع ہے۔ ان کے نسوانی کرداروں میں مشرقی تہذیب کے سائے میں پروان چڑھنے والی، عام گھریلو، تعمیری قوت رکھنے والی، انقلابی ذہن کی حامل، پابندیوں میں جکڑی مظلوم، ذہنی ونفسیاتی الجھنوں کی حامل، جنگ و جدل کا شکار بیوہ عورتیں، ترقی پسند اور لبرل سوچ کی حامل، ذہین، پڑھی لکھی اور باشعور، تخریبی قوتوں اور انسانیت سوز مظاہروں کے خلاف آواز اٹھانے والی نڈر، بے باک اور بہادر عورتیں شامل ہیں۔ ان کی زندگی کے اوراق اس بات کا پتہ دیتے ہیں کہ اس منزل تک پہنچنے کے لیے ایک طرف ان کی فطری اُپج، ذہانت اور ذوق وشوق نے رہنمائی کی ہے تو دوسری طرف زندگی کے نوع بہ نوع تجربات نے ان کو تحریک دی ہے۔

حوالہ جات

1۔ آسیہ نازل ی، زاہدہ حنا: منفرد تخلیق کی تنقیدی کہانی: کراچی، سٹی بک پوائنٹ، 2021، ص44:
2۔ زاہدہ حنا، "زیتون کی ایک شاخ" مشمولہ: ق یدی سانس لیتا ہے: کراچی، ، ک ت ابیات پبلی کیشنز، 1983ء، ص: 31
3۔ زاہدہ حنا، "جل ہے سارا جال" مشمولہ: قیدی سانس لیتا ہے، ص: 111
4۔ زاہدہ حنا، : "عورت زندگی کا زنداں" (مضامین)، : کراچی شہزاد پبلی کیشنز 2004، ء، ص: 210
5۔ زاہدہ حنا، "زیتون کی ایک شاخ"، مشمولہ: قیدی سانس لیتا ہے کراچی: د، انیال پبلی کیشنز، 1983ء، ص: 53
6۔ ڈاکٹر فردوس انور قاضی، اردو افسانہ نگاری کے رجحانات، : لاہور مکتبہ عالیہ، 1990ء، ص584
7۔ زاہدہ حنا، "پانیوں میں سراب"، مشمولہ: قیدی سانس لیت اہے، ص: 100
8۔ زاہدہ حنا، "زرد ہوائیں زرد آوازیں"، مشمولہ: قیدی سانس لیتا ہے"، ص: 144
9۔ زاہدہ حنا، "پانیوں پر بہتی پناہ"، مشمولہ: رقص بسمل ہے: لاہور الحمد پبلی ک یشنز، ، 2004ء، ص: 31
10۔ ایضاً، ص: 34
11۔ زاہدہ حنا، منزل ہے کہاں تیری، مشمولہ: رقص بسمل ہے، ص: 70
12۔ زاہدہ حنا، یہ ہر سور قصِ بسمل بود، مشمولہ: رقص بسمل ہے، ص: 105
13۔ ایضاً، ص: 106
14۔ ایضاً
15۔ ڈاکٹر سبینہ اویس، افسانہ شناسی، : فیصل آباد مثال پبلشرز، 2015ء، ص: 209

References:

1. Asia Nazli, "Zahida Hina: Munfarid Takhleeq ki Tanqeedi Kahani", City book point, Karachi , 2021, P. 44
2. Zahida Hina, "Zaitun ki Aik Shakh" mashmoola: "Qaidi Sans Laita Hai", Kitabiyat Publications, Karachi, 1983, P. 31
3. Zahida Hina, "Jal Hai Sara Jal" mashmoola: "Qaidi Sans Laita Hai", Kitabiyat Publication, Karachi, 1983, P. 111
4. Zahida Hina,: Aurat Zindagi Ka Zandan" (mazameen), Shehzad Publications, Karachi, 2004, P. 210

5. Zahida Hina, "Zaitun Ki Aik Shakh" mashmoola: "Qaidi Sans Laita Hai", Daniyal Publications, Karachi, 1983, P. 53
6. Doctor Firdous Anwar Qazi, , "Urdu Afsana Nigari ky Rujhanat", Maktaba Alia, Lahore, 1990, P. 584
7. Zahida Hina, "Paniyo Mai Sarab:, mashmoola "Qaidi Sans Laita Hai", Daniyal Publications, Karachi, 1983, P. 100
8. Zahida Hina, " Zard Hawaein Zard Awazein", masmoola"Qaidi Sans Laita Hai", P. 144
9. Zahida Hina, "Paniyoo Per Behti Panah", mashmoola: "Raqs-e-Bismil Hai", Alhamd Publications, Lahore, 2004, P. 31
10. Abid, P. 34
11. Zahida Hina, "Manzil Hai Kaha Teri", mashmoola:"Raqs-e-Bismil Hai", P. 70
12. Zahida Hina, " Ye Her Soo Raqs-e-Bismil Bood", mashmoola "Raqs-e-Bismil Hai", P. 105
13. Abid P. 106
14. Abid
15. Doctor Sabeena Awais, "Afsana Shanasi", Misal Publications, Faisalabad, 2015, P. 209

Bibliography:

Awais, Dr. Sabeena. *Afsana Shanasi*. Faisalabad: Misal Publications, 2015.

Hina, Zahida. *Aurat Zindagi Ka Zandan*. Karachi: Shehzad Publications, 2004.

Hina, Zahida. *Qaidi Sans Laita Hai*. Karachi: Kitabiyat Publications, 1983.

Hina, Zahida. *Raqs-e-Bismil Hai*. Lahore: Alhamd Publications, 2004.

Nazli, Asia. *Zahida Hina: Munfarid Takhleeq ki Tanqeedi Kahani*. Karachi: City Book Point, 2021.

Qazi, Dr. Firdous Anwar. *Urdu Afsana Nigari ke Rujhanat*. Lahore: Maktaba Alia, 1990.